تاثرات

۲۱، ۲۲ اگست ۱۹۸۰ کو اسلام آباد میں علما کنونشن ہوا، جس میں پاکستان کے تمام مسالک فکر کے علمائے کرام نے وسیع تعداد میں شرکت کی۔ حنفی، اہلِ حدیث، شیعہ علما نے ملک و قوم کے مشترکہ مسائل پر غور کیا اور ملک کی علمی و دینی ترقی کے بنیادی مسئلے کو ہدفِ فکر ٹھہرایا۔ علما کا یہ اجتماع کامیاب اجتماع تھا، جس میں مثبت انداز سے اجتماعی مسائل کو موضوعِ بحث بنایا گیا۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر علمائے دین صدقِ دل سے اکٹھے ہو جائیں اور منفی اسلوب ترک کر کے مثبت صورت میں مسائل پر غور کریں تو حالات یکسر بدل سکتے ہیں۔ اسلامی معاشرے میں جو اثر و رسوخ علما کو حاصل ہے اور کام کے جو مواقع انھیں میسر ہیں، اس میں دوسرا کوئی طبقہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہر محلے، ہر گاؤں، ہر قصبے اور ہر شہر میں ان کے مدارس اور تبلیغی مراکز قائم ہیں۔ مسجدوں میں، جو اصلاحِ معاشرہ کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں، ان کے حلقے نہایت مضبوط ہیں۔ ہر شخص کسی نہ کسی صورت میں ان کا محتاج اور ان کے دروازے پر دستک دینے پر مجبور ہے، اگر یہ اپنے حلقوں اور مرکزوں میں مثبت طریقے سے اسلام کی تبلیغ اور دین کی اشاعت کا بھرپور سلسلہ شروع کر دیں تو معاشرے میں جو برائیاں پائی جاتی ہیں، وہ اگر کلیتہً ختم نہ بھی ہوں تو ان میں بہت حد تک کمی ضرور واقع ہو سکتی ہے۔

اسلام کی نشر و اشاعت کا بنیادی کام ہمیشہ مسجدوں، دینی مدرسوں اور علما و صوفیا کی مجلسوں میں ہوتا رہا ہے۔ اب بھی اگر خلوصِ دل سے اس طرف توجہ کی جائے اور یہ تہیہ کر لیا جائے کہ کسی کی دل آزاری نہیں کی جائے گی، کسی کے فقہی مسلک کو نشانۂ تنقید نہیں بنایا جائے گا اور محض نقطۂ نظر کے اختلاف کی بنا پر کسی پر کیچڑ نہیں اچھالا جائے گا تو لازماً اس سے حالات میں تبدیلی واقع ہو گی اور معاشرتی اصلاح کے لیے فضا سازگار ہو گی۔

ہم علمائے کرام سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو اسی طرح نبھائیں گے جس طرح ہمارے اسلافِ کرام نبھاتے رہے ہیں اور آپس کے اختلافات کے اظہار میں جہاں تک ممکن ہو گا، احتیاط سے کام لیں گے۔ علما کا شیوہ اتحاد کی طرف گامزن ہونا اور اتفاق کی راہوں کی نشان دہی کرنا ہے، ان کے منصب کا تقاضا یہی ہے کہ وہ انتشار و افتراق سے دامن کشاں رہیں اور لوگوں کو وحدت و یگانگت کا درس دیں۔